03

متعلقہ سوال کا جواب صرف مختص کردہ جگہ پر اور بیرونی نشان کے اندر دیا جائے۔

22432462

سوال نمبر2(الف)۔۱ سرکاری نوکری سے ریٹائر ہوئے تین سال گزر چکے تھے کہ ایک خنک رات کو وہ لحاف سے کسی کام کے واسطے نکلا اور جاڑے کی ٹھنڈی ہوا لگنے سے اسے نمونیا نے جکڑ لیا۔ جس کی وجہ سے وہ نہایت بیمار ہو گیا۔

سوال نمبر2(الف)۔۲ بیماری کے دوران باپ سے گھر والوں نے شفقت بھرا اور تیمارداری رویہ رکھا۔ بیٹوں نے باپ کے نمونیا کے علاج کی کافی کوشش کی۔ مختلف طبیب سے مشورے کیے۔ جبکہ بیوی اور بہو دن رات اسکی خدمت کرتیں اور بخار کم کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ نیز گھر والے پریشانی کی حالت میں اس کا خیال رکھتے رہے۔

سوال نمبر2(الف)۔۳ باپ کی موت کے بعد اس کا بڑا بیٹا ایک روز مکان کی صفائی کر رہا تھا۔ پرانے کاٹ کباڑ کا جائزہ لیتے ہوئے اسے ایک بوری میں کتبہ ملا۔ جس پر باپ کا نام سنہرے حروف میں تراشا گیا تھا۔

04

The relevant question should be answered only in the allotted space and inside the outer mark

22432462

سوال نمبر 2 (الف)۔۴ بیٹے کو باپ سے بہت اُنس تھا - اس نے جب کتبے پر اپنے باپ کا نام کھدا ہوا دیکھا تو اس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں - اور آنسو بھر آئے - محو ہو کر کتبے پر اپنے باپ کے نام کو گھورتا رہا جیسے اسکی آنکھوں کے سامنے باپ کی پوری زندگی اسے گھومتی ہوئی نظر آرہی ہو -

سوال نمبر 2 (الف)۔۵

سوال نمبر 2 (الف)۔۶

سوال نمبر2(الف)۔ے ریٹائرمینٹ کی زندگی گزارتے تین برس گزر گئے کہ ایک سردی کی شام خنک ہوا لگنے سے باپ نمونیا کا شکار ہو گیا - کافی علاج معالجے اور عیادت کے باوجود زیادہ نہ جی سکا اور جہان فانی سے کوچ کر گیا - ایک روز صفائی کے دوران بیٹے کو کتبہ ملا جس پر باپ کا نام کھدا ہوا تھا - وہ پرنم ہو گیا اور اسے کتبے کا مقام سوجھا - اس نے سنگ تراش سے اسکی تھوڑی ترمیم کروا کے اپنے والد کی قبر پر نصب کر دیا -

سوال نمبر2(ب)۔ا بند کے مطابق اہل وطن سپاہیوں کی تیز تلوار اور تیز دھار پر فخر کرتے ہیں - اس سے مراد جوانوں کا بلند جذبہ ہے کہ وہ نڈر ہو کر دشمن کا سینہ چاک کرتے ہیں اور اپنے وطن کے دفاع کے لیے تلوار کی تیز دھار لگاتے ہیں -

سوال نمبر2(ب)۔۲ وطن کے عروج وزوال کا انحصار اسکے بہادر سپاہی اور نوجوانوں پر ہے - ان کے جذبۂ قربانی کی بدولت ملک کا دفاع ممکن ہے - نوجوان اپنی جان بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے اور ہر حال میں ملک کا دفاع کرتے ہیں - ان کی انتھک محنت کی وجہ سے ہی قوم رات کو پرسکون ہو کر سو پاتی ہے -

سوال نمبر2(ب)۔۳

سوال نمبر2(ب)۔۴ دشمن کی صفوں کو چیرنے والے بہادر سپاہیوں پر پورا ملک فخر کرتا ہے۔ انہی کے دم سے ملک کا عروج و زوال ہے۔ ملک کی سرحدیں محفوظ ہیں تو ہی ملک ترقی کر سکتا ہے۔ ان جوانوں کے جذبۂ قربانی اور بلند ہمت کے ہی باعث یہ دفاع کرتے ہیں۔ ان کی دل کی یہ لگن پر چمن اور ملک کو فخر ہے۔ بہادر سپاہیوں آگے بڑھتے جاؤ اور وطنِ پاکستان کا دفاع بھرپور طریقے سے کرتے رہو۔

سوال نمبر2(ج)۔۱ شاعر کے مطابق آداب عشق کا پہلا تقاضا خاموشی ہے۔ یعنی محبوب کی مرضی کے آگے خاموش رہنا اور اس کے حکم کی پیروی کرنا ہی عشق میں اول تقاضا ہے۔ عاشق محبوب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس کی مرضی میں راضی ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 2(ج)۔۲

سوال نمبر 2(ج)۔۳ شاعر نے کسی بات پر حیرت اس لیے نہیں کی کہ دنیا میں جو بھی ہوتا ہے وہ پہلے سے تہ شدہ ہے۔ اس میں انسان کا کی تقدیر سے راضی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ زندگی میں وہی ہوتا ہے جو رضائے الٰہی ہوتی ہے اس لیے اسے اب کسی بھی بات پر حیرت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 2(د)۔۱

تعریف

"کلام میں دو چیزوں کا ذکر کر کے ان دونوں کے درمیان فرق کو بیان کرنا صنعتِ تفریق کہلاتا ہے"۔ زیرِ ذکر دونوں چیزوں میں تضاد کا تعلق پایا جاتا ہے۔

مثال

~ قوتِ عشق سے ہر **پست** کو **بالا** کر دے — اسمِ محمدؐ سے **دہر** میں **اجالا** کر دے

~ [illegible]

سوال نمبر2(د)۔۲
مجھے اپنا کام کرنے دو
اس جملے میں "دو" امدادی فعل ہے جو "دینا" سے مصدر ہے -

بچہ درد سے چیخ اٹھا
"اٹھا" اس جملے میں امدادی فعل ہے جو "اٹھنا" سے مصدر ہے -

ناصر نے کھانا کھا لیا
اس جملے میں "لیا" امدادی فعل ہے جو "لینا" سے مصدر ہے -

سوال نمبر2(د)۔۳

قافیہ

رسائی
جدائی
خدائی

ردیف

کا

سوال نمبر3 (صفحہ نمبر 1/4) (الف)

سبق کا عنوان ۔ منظور

تشریح

تشریح طلب اقتباس میں مصنف نے اختر اور منظور کے باہمی تعلق کی تصویر لگادی کی ہے۔ منظور تو دس سالہ لڑکا تھا جو نچلا دھڑ مفلوج ہو جانے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھا۔ اس نے اپنی شوخ طبیعت، خوش اخلاقی اور دوستانہ رویے سے ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنایا ہوا تھا۔ جبکہ اختر بتیس سالہ دل کا مریض تھا جسے نہایت بری حالت میں ہسپتال لایا گیا تھا۔

اختر اور منظور کی ہسپتال میں دوستی ہوئی۔ اختر مایوسی کی حالت میں زندگی کی جنگ ہار رہا تھا جبکہ منظور اس کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھا اور اسے یقین تھا کہ اختر ضرور صحت مند ہو جائے گا۔ اختر جب صحت یاب ہو گیا تو اسکے اور منظور کے تعلقات نہایت گہرے ہو گئے۔ اختر منظور کی ذات سے بہت متاثر ہوا اور اس کے لیے وہ مسیحا سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔ منظور کی خوش اخلاقی اور زندہ دلی نے اختر کو نئی زندگی بخشی تھی۔ منظور ہی اس کے اندر کی امید کا باعث تھا۔ منظور نے اپنے مثبت رویے سے اختر کے دل کی تمام مایوسی اور برے خیالات دور کر دیے تھے۔ بقول شاعر:-

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/4) منظور اور اختر کے دون ان کے گفتگو کے ادوار
نے اختر کو بہت متاثر کر دیا تھا۔ اختر گہرے طریقے سے
منظور کی گفتگو، امید، رجائیت اور مثبت سوچ سے متاثر
ہوا تھا۔ اس کی دلی امنگ پھر سے زندہ ہوگئی اور اس میں
جینے کی تمنا زندہ ہوگئی۔ اس نے زندگی کو بھرپور طریقے سے
جینے کا ارادہ کیا اور ایک صحت مند زندگی گزارنے کی
تمنا کرنے لگا۔

بقول شاعر:۔

دل مردہ دل نہیں اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

نیز انسان کی صحبت اس کے مزاج پر گہرا اثر چھوڑ
جاتی ہے اور اس کا نظریۂ زندگی بدل کر رکھ دیتی ہے۔ اختر
نے چھوٹے سے بچے سے زندگی کا سبق خریدا اور پوری زندگی
کے لیے اسکے زیر اثر آگیا اور اس بات کا نمونہ بن گیا:۔

حوادث سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 3/4)

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 4/4)

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1/4) (الف)

حوالۂ نظم

نظم کا عنوان — فاطمہ بنت عبد اللہ
شاعر کا نام — علامہ اقبال

مفہوم

اے فاطمہ تو امت کی عزت کا باعث ہے۔ تیری ذات کا ہر ذرہ معصوم ہے۔ اللہ کے رستے میں بغیر تلوار اور ڈھال کے جہاد کرنا تیری ہمت کا نشان ہے۔ ابھی امت میں بہت سے زندہ دل پوشیدہ ہیں اور ظاہر ہونے کیلئے تیار ہیں۔

تشریح

نظم "فاطمہ بنت عبد اللہ" میں علامہ اقبال نے ایک جوان لڑکی فاطمہ کی جرات آموز جنگ (طرابلس) میں شرکت کا حال بیان کیا ہے۔ حق و باطل کی اس جنگ میں فاطمہ بنت عبد اللہ نے زخمیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری سر انجام دی۔ کوفہ کی اس جنگ میں آپ نے بے تیغ و سپر یعنی بغیر کسی تلوار اور ڈھال کے مسلمانوں کو پانی پلانے کا کام انجام دیا۔

اقبال کہتے ہیں کہ فاطمہ ایک چھوٹی بچی تھی اور اس نے مسلمانوں کی سقائی کا کام انتہائی ہنر سے انجام دیا۔ اور ...

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/4) مقصود ہے پھر عمر اور جنس کا کوئی اثر نہیں پڑتا - مسلمان کا دل جوش سے بھرا ہو اور امت مسلمہ کی خدمت اور نام روشن کرنے کا جذبہ زندہ ہو تو کوئی بھی رکاوٹ روک نہیں سکتی -

بقول شاعر -

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

فاطمہ کی ذات ابھی معصوم اور گناہوں سے پاک تھی - آپ نے زمانے کے شیطانوں کا سامنا نہیں کیا تھا - اس چھوٹی سی عمر میں آپ مسلمانوں کے لیے باعثِ فخر بن گئیں -

اقبال کہتے ہیں کہ فاطمہ نے بغیر کسی ڈھال اور تلوار کے مسلمانوں کی سقائی کا کام انجام دیا - آپ میدانِ جنگ میں دشمن کے نشانے پر مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں - گویا اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ مسلمانوں کو صرف جذبۂ شہادت مطلوب ہو تو کو دنیا میں کچھ ناممکن نہیں -

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اقبال کہتے ہیں کہ امت مسلمہ میں بہت سے دل اور بہت سے نوجوان ابھی باقی ہیں جن کے دل قوم کی خدمت سے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 3/4) بہت سے جوان ابھی قوم کی آزادی کا باعث
بنیں گے۔ ان کے اندر ایک ولولہ ہے اور جوش پوشیدہ
ہے۔ نیز اقبال ہندوستان کے مسلمانوں کے حوصلے بڑھا
رہے ہیں کہ وہ بھی امت مسلمہ کے لیے کامیابی اور آزادی
کا باعث بنیں گے۔ ان کے اندر بھی ایک آتش جنم لے رہی
ہے۔ اور قوم کی خدمت کا جذبہ ٹھاٹھے مار رہا ہے۔

سو اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

The relevant question should be answered only in the allotted space and inside the outer mark

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 4/4)

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1/6) (الف)

کون کہتا ہے کہ موت آئی ...

مفہوم

کس نے کہا ہے کہ موت آئی تو میں مر جاؤں گا ۔ میں یہ جہاں چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پالوں گا ۔

تشریح

تشریح طلب شعر میں شاعر نے ابدی زندگی کا ذکر کیا ہے ۔ شاعر کہتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے ۔ سب کو ایک نہ ایک دن یہاں سے کوچ کر جانا ہے سب کی موت کا دن مختص ہے ۔ کسی کو ہمیشگی نہیں ۔ ہم سب اس دنیا میں دو گھڑی کے مہمان ہیں ۔ کسی نہ کسی مقصد کے لیے زمین پر اترے تھے اور مقصد کے حصول کے بعد یہ دنیا چھوڑ جائیں گے ۔

بقول شاعر۔

نہ تھا میں تو خدا تھا نہ ہوتا میں تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا

فانی دنیا کا ذکر کر کے شاعر کہتے ہیں کہ اس دنیا سے چلے جانے کے بعد میں مر نہیں جاؤں گا بلکہ میری روح کو ابدی زندگی مل جائے گی ۔ میں یہ جہاں تو چھوڑ دوں گا مگر دوسرے جہاں میں ہمیشہ کی زندگی پالوں گا ۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2/6) اس شعر میں شاعر نے دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا ذکر کیا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ موت آنے کے بعد میں دنیا سے بہتر جگہ کا مقیم ہو جاؤں گا جو میری حقیقی منزل ہے۔

بقول شاعر:-

سہ موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت برحق ہے۔ ہر ایک کو اس کا مزہ چکھنا ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

"ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے"۔

اس دنیا میں انسان مسافر ہے۔ اور مختصر قیام کے بعد اپنی حقیقی منزل یعنی جنت میں واپس چلا جائے گا۔ اسے جنت سے نکالا گیا اور دنیا میں بھیجا گیا۔ اسے واپس اسی مقام پر جانا ہے۔

سہ موت سے کس کو رستگاری ہے
آج تم کل ہماری باری ہے

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3/6) تیرا در چھوڑ...

مفہوم

اے محبوب تیرا در چھوڑ کے میں گھر میں قید ہو جاؤں گا اور صحرا میں بکھر جاؤں گا -

تشریح

تشریح طلب شعر میں شاعر محبوب سے گزارشانہ لب و لہجے میں کہتا ہے کہ اے محبوب اگر میں تیرا در چھوڑ دوں گا تو میری ذات بکھر جائے گی - اس شعر میں شاعر محبوب سے بچھڑ جانے کے بعد اپنی ذات کے ٹوٹ جانے کا بیان کر دیا ہے - وہ کہتا ہے مجھے اگر تیرے وصل سے محروم کر دیا گیا تو میں کسی کا نہ رہوں گا - تیرے آنچل میں میری زندگی ہو ہے - تیرے قریب رہ کر ہی میرے اندر امید زندہ رہتی ہے - تو مجھے بہترین انسان بناتا ہے اور میری زندگی سنوارتا ہے -

شاعر کہتا ہے کہ اگر محبوب کا در چھوٹ گیا تو میں گھر میں قید ہو جاؤں گا - میری ذات میں زندگی کے آثار جاتے رہیں گے - جینے کی امنگ ختم ہو جائے گی - اور اس ہجر کی راتوں میں نا امیدی میرے ساتھ ہو گی - بقول شاعر :-

سو تیرے کوچے کو جانے ہمیں دن سے رات کرنا

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 4/6) شاعر کہتا ہے کہ تجھ سے بچھڑ کر میری ذات ایسے بکھر جائے گی جیسے صحرا میں ریت کے ذرے ہوا سے بکھر جاتے ہیں۔ میری ذات کا نشان ختم ہو جائے گا اور جینے کا مقصد باقی نہ رہے گا۔ شاعر اپنی ہجر کی راتوں کا حال بیان کرتا ہے۔ نیز:۔

مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

شاعر اپنی ذات کے لیے محبوب کی قربت کی اہمیت واضح کر رہا ہے۔ عاشق حضرات کے لیے ہجر کی زندگی گزارنا نہایت مشکل اور دشوار ہوتا ہے اور ہمیشہ محبوب کے وصل میں رہنا چاہتے ہیں۔
بقول شاعر:۔

ایام مصیبت کے کاٹے نہیں کٹتے
دن عیش کے گھڑیوں میں کٹ جاتے ہیں کیسے

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 5/6) تیرے پہلو سے جو . . .

مفہوم

اے محبوب اگر تیری قربت سے دور ہو بھی گیا تو تُو ہر وقت میرے ساتھ رہے گا۔

تشریح

اس شعر میں شاعر انسانی مزاج کی عکاسی کرتا ہے کہ انسان جب اپنی پسندیدہ چیز سے دور ہو جاتا ہے تو اسے اسکی یاد ستاتی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے آپ کو اس چیز کے قریب محسوس کرتا ہے۔ اسکی یاد ہمیشہ اسکے ساتھ رہتی ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ اے محبوب اگر میں تیری محبت سے دور ہو بھی گیا تو تُو اس قدر میں میری ذات میں گھل چکا ہے کہ ہر وقت میرے ساتھ رہے گا۔ تیری یاد تیرے قرب کی مانند میرے ساتھ رہی گی۔ تُو کبھی مجھے بھولے گا نہیں۔ ہر وقت مجھے یوں محسوس ہو گا کہ تُو میرے ساتھ ہے اور میرے پاس میں تیرا ہاتھ ہے۔ بقول شاعر:

سو تیرے خیال سے دامن بچا کے دیکھا ہے
دل و نگاہ کو ہم نے آزما کے دیکھا ہے
نشاط جاں کی قسم تو نہیں تو کچھ نہیں

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 6/6) شاعر کہتا ہے کہ عاشق کی خیالی دنیا ہر وقت
محبوب کے رنگین خیالات سے مزین ہوتی ہے اور کوئی لمحہ اس
کی زندگی کا ایسا نہیں گزرتا جس میں اسے محبوب کے بارے میں
نہ سوچے۔ گویا محبوب اس کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتا ہے۔

؎ تم میرے ساتھ ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اس شعر میں شاعر نے یہ بات واضح کی ہے کہ عشق
روح سے ہوتا ہے۔ یہ روح کا تعلق ہے۔ اگر جسمانی طور پر
محبوب دور ہو بھی جائے تو بھی عاشق کو وہ اپنے نزدیک محسوس
ہوتا ہے۔ ان کے درمیان یہ تعلق اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ میلوں
کے فاصلے بھی ان کے دل جدا نہیں کر سکتے۔
بقول شاعر:۔

؎ ہاں کئی روز سے وہ یاد نہیں آیا مگر
فقط یاد نہ آنے سے وہ شخص کہاں بھولے گا

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1/3) ایک درخت کی آپ بیتی

؎ کون سمجھا ہے وقت کی رفتار کا مزاج
لمحوں میں کٹ گئیں میریاں شباب کی

میں ایک سالوں پرانا درخت ہوں جو چڑیوں کا آشیانہ، مسافروں کا گھنا سایہ، کسانوں کا رازدان اور بہت سی صدیوں کا گواہ ہوں۔ میری گہری جڑیں چاروں جانب پھیلی ہوئی ہیں اور کئی فاصلے تک میری گھنی چھاؤں ہے۔ میری اندر بیسیوں چڑیوں کے آشیانے ہیں۔ ایک خوشگوار ماحول میں زندگی بسر ہو رہی ہے۔ مسافر میری چھاؤں سے مستفید ہوتے ہیں اور دو پل کو آرام کرتے ہیں جبکہ کسان اپنے کام سے تھک ہار کے مجھ سے گفتگو کرتے ہیں۔ زندگی خوشگوار ہے۔ لیکن جیسے خاموشی کسی طوفان کی خبر دیتی ہے اسی طرح میری کہانی میں بھی طوفان آنے کو ہے۔

؎ اک شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی

آخر طوفان کا دن آن پہنچا اور میں نے کچھ شہری بابو اپنی طرف بڑھتے دیکھے۔ جن کے ہاتھوں میں بہت سے آلات اور آرے ہیں۔ پہلے پہل تو چند لوگ کوئی نقشہ کھینچ آئے اور پھر معلوم ہوا کہ جہاں میں کھڑا ہوں وہاں نئے شہر تک

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2/3) اور لوگوں کی چھاؤں ان سے جدا ہو جائے گی۔
اس دن کے بعد سے زندگی نے کئی دکھ دکھائے۔ چند روز بعد کچھ لوگ آئے اور انہوں نے میری جڑیں اکھاڑنا شروع کر دیں۔ مجھ پر تیز دھار آلات چلائے گئے اور میرے جسم کو چیر دیا گیا۔ کئی ٹکڑے کر کے مجھے ٹرک پر لوڈ کیا گیا اور اگلی منزل کی طرف روانہ کیا گیا۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

وہاں سے مجھے کارخانے بھیجا گیا جہاں پہنچنے کے بعد کئی روز کے لیے مجھے زخمی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا۔ چند دن گزر گئے تو مجھے چند افراد اٹھا کر ایک ہنرمند لکڑہارے کے پاس لے گئے جس نے اپنے آلات سے مجھ پر نقش بنائے اور مجھے کاٹ سنوار کر کرسی میں تبدیل کر دیا اور نئی زندگی بخش دی۔ جب مجھے کرسی کی حالت میں دکان پر سجایا گیا تو بے شمار گاہک مجھے دیکھ کر لطف اندوز ہوتے۔ ایک روز ایک کاروباری شخص نے مجھے منہ مانگی رقم میں خرید لیا اور زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہو گیا۔

جب میں اس کے دفتر میں پہنچی تو مجھے نہایت شگفتگی سے آفس میں سجایا گیا اور مالک مجھ پر بیٹھ کر دن رات کام کرتا اور ضروری کاروباری فیصلے کرتا۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 3/3) کئی روز مجھ پر وزن پڑنے کی وجہ سے میں کمزور
ہوگئی اور ایک روز میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ مالک نے نکال
کر مجھے سٹور میں پھینک دیا۔ ادھر سے میرا ایک نیا سفر شروع
ہوا اور کلرک مجھے گھر لے آیا۔ اس نے میری مرمت کی اور
اسکے بیٹے نے مجھ پر بیٹھ کر پڑھائی شروع کر دی۔ کئی سال میں
نے اس کا ساتھ دیا لیکن عمر کے دن پورے ہو جانے کے بعد
میں اپنے اندر لگنے والی دیمک کی وجہ سے کمزور ہو گئی اور
ایک روز ٹوٹ کر گر گئی۔

؎ اس بار جو ایندھن کے لیے کٹ کے گرا ہے
چڑیوں کو بڑا پیار تھا اس بوڑھے شجر سے

لڑکے اٹھا کر مجھے چھت پر پھینک دیا جہاں کئی روز
پڑے رہنے کے بعد مجھے کباڑی کو دے دیا گیا اور یہ
میری آخری منزل ہے۔ اب مجھے یہاں سے اٹھا کر آگ میں
پھینکا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے میری موت واقع ہو جائے
گی۔ جب بھی میں یہ سفرِ زندگی یاد کرتی ہوں میں نہایت
کرب سے گزرتی ہوں۔

؎ یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/7) تعمیرِ وطن اور طلباء کا کردار

تعلیم وہ زیور ہے جو انسان کو حیوان کے درجے سے اٹھا کر انسانیت کی اعلیٰ سطح پر بٹھاتا ہے۔ علم انسان کو زندگی گزارنے کا ہنر دیتا ہے۔ اسکی شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ صحیح اور غلط کی تمیز علم ہی انسان کو بخشتا ہے۔ گویا انسان کو ترقی کی منازل طے کراتا ہے۔ علم سے انسان زمین سے آسمان تک کا سفر طے کرتا ہے اور عروج حاصل کرتا ہے۔

قرآن پاک میں تعلیم کو نہایت اہمیت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟"

اللہ تعالیٰ نے تعلیم کو انسانوں کے معیار کی تقسیم کا ذریعہ بنایا ہے۔ اسلام میں علم حاصل کرنے کی بہت تلقین کی گئی ہے حدیث نبوی ہے:۔

"علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو علم حاصل کرنے اور اس راہ میں آنے والی دشواریوں کا سامنا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علم انسان کے کردار میں نکھار پیدا کرتا ہے اور اسے اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے لیے ترقی کا باعث بنے

سو وہی ہماری اعوز ہے جس نے اپنی لہٰمت سے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2/7) ایک وطن کے لیے اس کے جوان بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ نوجوان وہ اثاثہ ہیں جو ملک کی گاڑی کو آگے بڑھاتے ہیں اور اس کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ ملک کے لیے قربانیاں دیتے ہیں اور اسے دنیا میں باوقار مقام دلاتے ہیں۔

سہ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جب نوجوان نسل پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ ہو تو وہ ملک کو ترقی کے اس عروج تک لے جا سکتی ہے جہاں تک جانا ناممکن ہو۔ وہ ایسی ایجادات کرتی ہے جس سے دنیا میں ~~اسلام~~ ملک کا نام بڑھے خواہ وہ ایجادات علم کے شعبے میں ہوں یا سائنس کے، طب میں ہوں یا آرٹس میں۔ وہ ملک کے لیے باعث عزت و وقار بنتے ہیں۔

سہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

بانیٔ پاکستان نے بھی مسلمان جوانوں کے حوصلے بلند کیے اور انہیں ملک کی ترقی کا پاسباں قرار دیا۔ انہیں اپنی نوجوان نسل پر بے حد بھروسہ تھا اور اسے نومولود پاکستان کی ترقی کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے نوجوانوں سے خطاب کے دوران فرمایا:

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3/7)

طلباء پر ملک کا انحصار ہے۔ جب طلباء ایمانداری سے
علم حاصل کریں گے اور علم کے شعبے میں اپنے دل و جان سے
محنت کریں گے تو انہیں کامیاب ہونے سے کوئی نہیں روک
سکتا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کی زمین نے ایسے محنتی
طلباء کو جنم دیا جنہوں نے اپنے زورِ بازو سے پاکستان کو دنیا
میں عزت دلوائی۔

ایک روشن مثال ارفع کریم کی ہے جنہوں نے چودہ
برس کی عمر میں مائیکروسافٹ بنا کر کمپیوٹر کی دنیا میں
اپنا اور پاکستان کا نام پیدا کیا۔ چھوٹی سی عمر میں ایک وسیع
ایجاد نے پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

اس کے علاوہ ملالہ یوسف زئی تعلیم کی دنیا کا روشن
ستارہ ہیں۔ جنہوں نے علم کو کے پھیلاؤ کی خاطر اپنی جان
قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا اور نوبل لا پرائز حاصل
کر کے پاکستان کے لیے طرۂ امتیاز بنیں۔

پاکستان کی تاریخ ایسے بے شمار طلباء سے بھری پڑی
ہے جنہوں نے اپنی عقل شعور اور سمجھ سے دنیا میں نام
بنایا۔ اس میں ایک نسٹ یونیورسٹی کی طالب علم بھی ہے
جس نے نابینا لوگوں کے لیے سلائی مشین ایجاد کر کے دنیا
کے عظیم لوگوں میں اپنا نام پیدا کیا۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4/7) گویا یہ تمام مثالیں اس بات کی گواہ ہیں کہ:-

سہ یہی اسلوبِ فطرت ہے یہی آئینِ قدرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن وہی محبوبِ فطرت ہے

طلباء مختلف شعبوں میں پاکستان کا نام روشن کر سکتے ہیں - اقتصادی طور پر پاکستان بہت سی دنیا سے پیچھے ہو زندگی بسر کر رہا ہے - طلباء کو جدید شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہو گی تاکہ پاکستان کے لیے اصل سرمایہ ثابت ہو سکیں۔
کمپیوٹر کے شعبے میں تعلیم حاصل کر کے ایسے آلات ایجاد کریں جس سے دنیا محو ہو جائے - طب کے شعبے میں جدید اطوار اور سرجری کے طریقے دریافت کریں جس سے انسانیت کو استفادہ ہو - اس کے ساتھ ساتھ تجارت اور بزنس کے شعبوں میں اپنا لوہا منوائیں -

سہ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

آج پاکستان بہت سے بحران کا شکار ہے - ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت روز بہ روز گھٹ رہی ہے - جبکہ تجارت کا نظام درہم برہم ہے - ملکی سیاست نت نئے موڑ لینے کی وجہ سے اسکے حوالوں کی طرف حکومت کا

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 5/7)

دھیان بٹ چکا ہے۔ آج بہت سے حقدار طلباء اس لیے تعلیم سے محروم ہیں کہ تعلیم حاصل کرنا بھی عام آدمی کے بس میں نہیں رہا۔ مہنگائی کے اس دور میں بہت پالنے میں دشواری آتی ہے تو غریب آدمی ذریعہ اپنے کو تعلیم پر فوقیت دیتا ہے۔ آج بہت سائنسدان سرمایہ ملک کے لیے ترقی کا باعث بننے سے محروم ہے۔ اس کے ہنر کو تراشنے کی ضرورت ہے تاکہ نسلیں ترقی کر سکیں

> خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
> نہ ہو جسے آپ خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

پاکستانی حکومت کو چاہیے کہ نوجوانوں کی تعلیمی تربیت پر غور و فکر کرے۔ کتابی تعلیم کے ساتھ علمی تعلیم پر بھی زور دے۔ اسکے کردار کو سنوارے۔ ایک تعلیم یافتہ.. اور کامل مسلمان بنائے۔ اس سب کے لیے نوجوانوں کے لیے سکالرشپ فراہم کیے جائیں اور ایسے انتظامات کیے جائیں کہ وہ علمی شعبوں میں آگے بڑھیں اور دنیا کے ساتھ شانہ بشانہ ہو کر کھڑے ہوں کیونکہ:۔

> آئینِ جواں مردی حق گوئی و بے باکی
> اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 6/7)

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 7/7)